محمد اقبال حسین ریٹائرڈ دارالعلوم

جلد ۱۵ اخاء ۱۳۵۳ ہش شمارہ ۱۰

اکتوبر ۱۹۷۴ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک ۱۳۵۳ ہش

رمضان المبارک ۱۳۹۴ ہجری اکتوبر ۱۹۷۴ء

قیمت سالانہ
آٹھ روپے

ایڈیٹر
غلام باری سیف

فی پرچہ
پچھتر پیسے

فہرست مضامین

○ اداریہ	از ایڈیٹر	۳
○ حدیث الرسول۔ دعا۔ دعا۔ دعا	"	۱۱
○ مبارک وہ جو دعا کرتا ہے۔	بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام	۱۲
○ عَلَيْكَ تَوَكُّلِي وَرَجَائِي (عربی نظم)	" " " "	۱۳
○ انتخاب از فارسی اشعار	" " " "	۱۴
○ ہر احمدی روشنی کا ایک مینار ہو	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ	۱۵
○ صلح حدیبیہ	از ایڈیٹر	۱۷
○ ایمان کی علامات اور اس کے تقاضے	ابن احمد	۲۵
○ ایک خط اور اس کا جواب		۲۸
○ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض روایات	روایات مرزا نذیر حسین صاحب	۲۹
○ اہم مرکزی اعلانات		۳۲

ناشر . . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت . . . . . دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۵ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۰

تبوک ۱۳۵۳ ہش

(۱)

لہولہان غریب الدیار کی دعا

مکہ سے جانب جنوب مشرق چالیس میل کے فاصلہ پر ایک سرسبز وادی میں طائف کی بستی آباد تھی۔ زمین کی سرسبزی اور زرخیزی نے لوگوں کو خوشحال کر رکھا تھا۔ جب آمنہ کے لال رسول بطحا پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو اہل مکہ نے کماحقہ قبول نہ کیا تو حضورؐ یہاں تشریف لے گئے۔ دس دن اس وادی میں گھر گھر خدا کا پیغام پہنچایا۔ لیکن کفار کا جواب یہ تھا کہ خدا نے نبی بنانا تھا تو تجھ کو بنانا تھا۔ کسی نے کہا تیرے علاوہ اسے کوئی اور نہ مل سکا۔ کسی نے کہا میں تو تم سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ طائف کے مشہور با اثر رئیس عبد یالیل کو اسلام کی دعوت دی تو اس بدبخت نے نہ صرف یہ کہ استہزا کا رنگ اختیار کیا بلکہ کہا کہ آپ اس بستی سے نکل جائیں۔ اور شہر کے اوباش آوارہ نوجوانوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے جھولیوں میں پتھر بھر لئے۔ اور حضور پر آوازے کسنے اور پتھر برسانے شروع کئے۔ تین میل تک یہ حضور کا تعاقب کرتے رہے۔

طائف سے تین میل کے فاصلہ پر مکہ کے ایک رئیس عتبہ کا باغ تھا۔ حضور نے اس باغ میں پناہ لی زخموں سے چور، خون سے تر اور وادی سے نکالے ہوئے خدا کے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک درخت کے سائے میں کھڑے ہو کر کائنات کے مالک، زمین و آسمان کے خالق۔ اپنے محب اور اپنے محبوب سے جس کے لئے یہ سب کچھ برداشت کیا تھا۔ یوں التجا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُو ضُعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيْلَتِي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ۔ اِلٰی مَنْ تَكِلُنِیْ؟ اِلٰی بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِیْ، اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِیْ؟ اِنْ لَّمْ يَكُنْ بِكَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰكِنْ عَافِيَتُكَ هِیَ اَوْسَعُ لِیْ، اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِیْ غَضَبَكَ اَوْ يَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔ (ابن ہشام جلد ثانی صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ مصر)

اے اللہ میں اپنی کمزوری اور قلت تدبیر اور لوگوں کے بالمقابل اپنی بے بسی کی تیرے ہی حضور شکایت کرتا ہوں۔ اے اللہ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ کمزوروں کا تو ہی مولیٰ ہے۔ میرا تو ہی کارساز ہے تو مجھے کس کے سپرد فرمائے گا۔ کیا اس کے جو دور ہے اور مجھ سے ترش روئی سے پیش آتا ہے۔ کیا تو نے میرا معاملہ دشمن کے سپرد کر دیا ہے؟ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو ان تکالیف کی مجھے پرواہ نہیں۔ تیرا دامن عافیت میرے لئے بہت وسیع ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے روشن چہرہ کی جس سے ظلمتیں دور ہوئیں اور دنیا و آخرت سدھر جاتے۔ تو مجھ پر اپنا غضب نازل نہ کیجیو اور نہ مجھ سے ناراض ہوجیو۔ مجھے تیری رضا درکار ہے۔ اور تیرے علاوہ کسی کو کوئی قوت اور طاقت نہیں

کتنی دردناک ہے یہ دعا کلیجہ دہل جاتا ہے۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کا ایک ایک فقرہ پہاڑوں کے جگر شق کر دے۔ اور کس قدر خدا سے محبت کا اظہار ہے۔ اس دعا میں کس طرح خدا کی رحمت کو جوش میں لایا گیا ہے۔ اور ہر حالت میں اس کی رضا کو ہی طلب کیا گیا ہے۔ اور اس کے غضب سے پناہ مانگی گئی ہے۔

ایک بار حضرت عائشہ ؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ حضور کیا احد سے بھی زیادہ سخت وقت آپ پر آیا؟ یاد رہے کہ احد میں حضور کے دانت مبارک شہید ہوئے تھے۔ رخسار مبارک لہولہان ہوئے تھے۔ اور حضور بے ہوش ہو گئے تھے۔ آپ کے عزیز صحابہ کے پیٹ چاک کئے گئے تھے۔ ناک کان کاٹے گئے تھے۔ آپؐ نے حضرت عائشہ ؓ کو جواب میں فرمایا ہاں اس سے زیادہ سخت دن مجھ پر طائف کا دن تھا۔

اس دعا کے بعد حضور کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور عرض کی یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر آپ فرمائیں تو طائف کی بستی جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے ان پہاڑوں کو ٹکرا کر اس کے مکینوں کو

پیس کر رکھ دوں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی نسلوں میں سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے۔ اور خدا کے رسول نے یہی دعا فرمائی۔ اے رب میری قوم کو ہدایت بخش یہ نادان ہیں۔ رَبِّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

بے بسی کے وقت کی التجائیں قبول ہوتی ہیں۔ مضطر کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں۔ مسافر کی دعا سنی جاتی ہے۔ انبیاء اور صلحاء کی ایسے وقت کی دعاؤں کا مطالعہ کیجئے۔ جن سے دُکھ پہنچا ہے۔ ان کے لئے بھی دُعا کیجئے کہ ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی اسوہ تھا۔ اور ہمیں اس نمونہ کی اتباع کا حکم ہے۔ حضور کے نقش قدم پر چلنا ہی سعادت دارین کا موجب ہے۔

(۲)

قبولیتِ دُعا کے ایّام

وہ مبارک مہینہ جس میں شریعت غرّا کا نزول ہوا جس میں وہ کتاب نازل ہوئی جو دائمی اور آخری شریعت ہے۔ خدا ئے لم یزل نے جسے نور قرار دیا۔ اس کا نزول رمضان المبارک میں ہوا۔ یہ مہینہ اس کی سالگرہ ہے روزہ کی فضیلت حدیث میں یہ بیان کی گئی۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ

کہ روزہ میرے لئے ہے۔ یعنی روزہ دار مجھے پانے کے لئے یہ عبادت کرتا ہے۔ وہ کھانا پینا اور دوسری حلال اور لذیذ اشیاء کو میرے لئے ترک کرتا ہے۔ اس لئے اس کی جزا میں براہ راست اسے دوں گا۔ یا اس کے دوسرے معنی اُجْزٰی بِہٖ کی صورت میں یہ ہوں گے کہ روزہ کی جزا میں میں روزہ دار کو مل جاتا ہوں۔ روزہ دار مجھے پا لیتا ہے۔ ان معنوں کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں فرمایا۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَ فَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ۔

کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک خوشی اس کو افطار کے وقت نصیب ہوتی ہے۔ جب دن کا بھوکا بھوک و پیاس کا ستایا ہوا پانی یا کھانے سے سیر ہوتا ہے۔ اور دوسری خوشی اس روزہ کے نتیجہ میں اسے جو نصیب ہوگی وہ خدا کی لقاء ہے۔ خدا کے لئے حرام و حلال چھوڑنے والا، بھوک و پیاس برداشت کرنے والا خدا کو پا کر مسرور ہوگا۔

رمضان کی فضیلت کے بارے میں ابوہریرہ رضی سے ایک حدیث مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النِّيرَانِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ

(ترمذی ابواب الصوم)

رمضان کے آغاز کے ساتھ ہی شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور جہنم کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اس کا کوئی دروازہ نہیں کھلتا۔ اور جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔ اور پکارنے والا ندا دیتا ہے اسے بھلائی کے طالب آجا، اور شر کے طالب رک جا۔ باز آجا اور خدا کی طرف سے کئی جہنمی آزاد کئے جاتے ہیں۔

رمضان کے مہینے میں راتیں ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ رات کے پہلے حصہ میں بھی تراویح ادا کرتے ہیں۔ اور رات کے آخری پہروں میں پھر اٹھ کر تہجد ادا کرتے ہیں۔ دن رات تلاوت کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرتے ہیں۔ اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا ہے۔ تو اللہ نچلے آسمان پر اتر آتا ہے اور کہتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے مانگے۔ میں اس کے دامن مراد بھر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت کا طالب ہو۔ میں اسے بخش دوں اور صبح تک اس احکم الحاکمین کی یہ پکار ہوتی ہے۔ مبارک ہوتے ہیں وہ سائل جو اس پکار کو سنتے ہیں۔ اور آرام کو تیاگ کر اس کے در کے سوالی بن جاتے ہیں۔ کوئی اس سے مغفرت کا طالب ہوتا ہے۔ حاجتمند اپنی حاجات کی تکمیل چاہتے ہیں۔ مقدمات میں ملوث مقدمات کی کامیابی کے لئے خواہاں ہوتے ہیں۔ طالب علم امتحان میں کامیابی کی دعا کرتا ہے۔ اور اس کے چہرہ کا عاشق اس کی رضا طلب کرتا ہے۔ اس کی محبت کی بھیک مانگتا ہے۔ اور وہ رحیم و کریم آسمانی آقا جس کے خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں التجاؤں کو سنتا اور انہیں جائے قبولیت جگہ عطا فرماتا ہے۔ وہ آسمانی باپ جو اس کی عیال یعنی مخلوق کے لئے بہتر ہوتا ہے اسے عطا کرتا ہے وہ غضب میں دھیما ہے۔ اس کی رحمت ہر شے پر حاوی ہے۔ وہ رحیم و کریم اپنی سنت اور قوانین کے مطابق دعائیں قبول کرتا ہے۔ کبھی اپنے بندے کی مانتا ہے کبھی اسے یہ سبق سکھاتا ہے کہ میری

رضا پر راضی ہو جا یہی جنّت ہے۔

پھر اس مبارک مہینہ میں آخری عشرہ رحمت کی موسلا دھار رحمتوں کا عشرہ ہوتا ہے۔ جن کو توفیق ملتی ہے وہ گھر بار چھوڑ کر خانۂ خدا میں چادریں تان کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے رب کو راضی کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ ایک بار صوبہ سرحد کے ایک دوست جو مسجد میں معتکف تھے زار زار رونے لگے۔ ان کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ ذرا انہیں سکون ہُوا تو پوچھا اس گریہ کا سبب کیا تھا، کہنے لگے مجھے خیال آیا یہ کیا میری کوشش ہے۔ جس طرح شکاری جال لگا کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور توقع رکھتا ہے کہ پرندہ آئے گا اور میں پکڑ لوں گا۔ میں یہ چادریں تان کر بیٹھ گیا ہوں کہ اللہ کو حاصل کر لوں اور اسے راضی کر لوں؟

لیلۃ القدر وہ رات ہے جس میں انسانی تقدیر بدلتی ہے جس میں زمینی تقدیر آسمانی تقدیر سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ یہ رات آخری عشرہ میں آتی ہے۔ جب رمضان جا رہا ہوتا ہے۔ اور طبیعت میں رقت بھی سوا ہوتی ہے۔ میں نے زندگی میں ایک احمدی سیّد کو جو ہمارے گاؤں کے امیر تھے آخری عشرہ میں روتے اور رمضان کو مخاطب ہو کر یہ کہتے دیکھا ہے۔ یار پتہ نہیں زندگی میں پھر ملاقات نصیب ہو گی یا نہیں ان مبارک لمحات کے وداع کے تصور سے آنکھ پُرنم ہو جائے۔ دل غمناک ہو تو یہ دعا کرنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

اے اللہ تُو بہت معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو پسند کرتا ہے۔ پس ہمیں معاف کر دے۔

ہمارے ایمان اور اعمال کمزور ہیں۔ گناہوں کی آندھی اور تھپیڑے بلاخیز ہیں۔ مولا! ایمان کی کشتی کے ناخدا اسے ساحل مراد سے ہم کنار کر۔ ہم ضعیف ہیں۔ دنیا ہم پر ہنستی اور دانت پیستی ہے۔ اے سب طاقتوں کے مالک۔ ہم تیری پناہ کے طالب ہیں۔ ہمارا ملجا تُو ہے۔ ہماری پناہ تُو ہے۔ اے شہنشاہوں کے شہنشاہ! اے رحیم و کریم۔ تیری رحمت کے چند چھینٹے ادھر بھی — ہم میں کوئی طاقت نہیں ہم میں کوئی خوبی نہیں — اے سبوح و قدوس خدا! اے خیر محض! ہم تیرے چہرے کے بھوکے ہیں — تیرے مقدس نام کی قسم ہم نے کسی دنیوی لالچ کی خاطر تیری محبت سینوں میں نہیں بسائی تھی۔ ہم نے تیرے مقدس رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو دل میں جگہ دی تھی — اس لئے کہ تُو راضی ہو جائے۔ اے عزّت والے تیرے جلال کا واسطہ — تُو اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرما۔ تیرے محبوب شفیع المذنبین کی شفقت ہمیں قیامت کے دن نصیب ہو — خداوند جس نے ساری ساری رات ہم امتیوں کے لئے رو رو کر دعا کی ہماری سب عبادتوں کا ثواب اسے نصیب کر۔ اس کے دین کے جاں نثار بنا۔ اے احکم الحاکمین ہم نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ ہم کیا مانگیں۔ جو خیر تیرے پاس ہے وہ ہمیں عطا کر تیرے برگزیدہ محبوب نے تجھ

سے جو کچھ مانگا ہمیں وہ عطا کر۔ ہم ہر بھلائی کے محتاج ہیں۔ رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ـــ خداوند! ہر شر جو مقدر ہے اس سے بچا۔ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ۔

انصار بزرگو! یہ رسالہ جب آپ کے ہاتھوں میں ہوگا رمضان کا آخری عشرہ ہوگا مانگ لو خدا سے اور ضرور مانگو! کہ ہم آج اسی کی رحمت کے بہت محتاج ہیں اس کے سوا ہمارا کوئی چارہ نہیں اور کوئی سہارا نہیں۔ اس کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ۔ وہ دروازہ کھٹکھٹانے والے کے لئے کھولا جاتا ہے۔ کیا خوب فرمایا کسی نے اس کو مخاطب کرکے۔ ؎

یَا مَنْ اِلَیْہِ الْمُشْتَکٰی وَالْمَفْزَعُ
اَنْتَ الْمُعِدُّ لِکُلِّ مَا یَتَوَقَّعُ
مَا لِیْ سِوٰی قَرْعِیْ لِبَابِکَ حِیْلَۃٌ
وَلَئِنْ رُدِدْتُ فَاَیَّ بَابٍ اَقْرَعُ

اے وہ ذات جس کی خدمت میں شکایت کی جاتی ہے اور گھبرانے والا اپنی گھبراہٹ کا اظہار کرتا ہے۔ تو ہی امید رکھنے والوں کی امید گاہ ہے۔ میرے پاس تیرے دروازے کو کھٹکھٹانے کے علاوہ اور کیا چارہ ہے۔ اگر تو مجھے لوٹا دے تو میں کونسا دروازہ کھٹکھٹاؤں؟

(۳)

سلمان فارسی کا کردار

سلمان فارسی نے مدینہ میں اسلام قبول کیا۔ یہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بہترین صحابہ میں سے تھے بڑے زاہد اور صاحب فضل تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا تھا۔

اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلَاثَۃٍ عَلِیٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ

کہ بہشت تین آدمیوں کی مشتاق ہے۔ علی رضؓ کی عمارؓ کی اور سلمانؓ کی۔ ایک دوسرے موقعہ پر حضورؐ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا۔

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ

اگر ایمان ثریا کے پاس بھی کسی وقت چلا گیا تو ان میں سے کچھ آدمی یا کوئی آدمی لے زمین پر لے آئے گا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ان کو فرمایا تھا۔

سَلمان مِنّا اھلَ البَیت

کہ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔ یعنی اسے ہم سے تعلق ہے۔ یہ ہمارا ہے۔ یہ فقرہ حضورؐ نے جنگ احزاب کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ جب انصار اور مہاجرین کی مختلف ٹولیوں کو تھوڑی تھوڑی جگہ خندق کھودنے کے لئے دی گئی تو مہاجرین نے سلمان کو لینے کے لئے کہا کہ یہ ہم میں سے ہیں کہ یہ مدینہ کے رہنے والے تو نہ تھے۔ باہر سے ہجرت کرکے آئے تھے۔ لیکن انصار نے کہا سلمان ہم میں سے ہیں۔ کہ یہ مکہ سے ہجرت کرکے نہ آئے تھے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا نہیں سلمان ہم میں سے ہے۔ یہ کہا کرتے تھے سلمان ولد اسلام کہ میرے باپ کا نام اسلام ہے۔ یہ رات گئے تک حضورؐ کے پاس بیٹھے رہتے۔ گویا حضورؐ بھی ان سے شدید محبت کرتے تھے۔ مجھے آج ان کے حالات بیان کرنا مقصود نہیں انشاء اللہ اگلے شمارہ میں لکھوں گا۔ آج ان کے کردار کے متعلق کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔

انہیں پانچ ہزار درہم وظیفہ ملتا تھا لیکن سب تقسیم کرکے خود کھجور کے پتوں کی چٹائیاں بُن کر اپنا پیٹ پالتے تھے۔ یہ لامکان تھے ایک موقعہ پر حذیفہ نے انہیں کہا کہ آپ کو کوئی مکان بنادیں جواب میں کہا کیا تو چاہتا ہے میرے لئے سلطنت بنانے جیسا کہ تو نے مدائن میں اپنا گھر بنایا ہے۔ پھر جواب میں حذیفہ نے کہا نہیں سرکنڈوں کا ایک جھونپڑا بنائیں گے جس پر ویسی ہی چھت ہوگی۔ جب تو کھڑا ہو تو سر اوپر چھت کو لگے۔ جب لیٹے تو دونوں پہلو اس کی دیواروں کو لگیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور ابو درداء صحابی کو بھائی بھائی بنایا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک ایسا وقت آیا کہ ابو درداء شام کے زرخیز ملک میں آباد ہو گئے۔ اور یہ عراق میں جا بسے۔ ابو درداء نے انہیں خط میں لکھا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ رَزَقَنِی بَعْدَکَ مَالًا وَّ وَلَدًا وَ نَزَلْتُ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃَ۔

کہ تجھ پر سلامتی کے بعد عرض ہے کہ اللہ نے مجھے تیرے بعد مال اور اولاد عطا کی۔ اور میں مقدس سرزمین میں رہتا ہوں۔

سلمانؓ نے جواب دیا۔

سلامٌ عَلَیْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ كَتَبْتَ اِلَیَّ اَنَّ اللّٰهَ رَزَقَكَ مالاً وولداً فَاعْلَمْ اَنَّ الْخَیْرَ لَیْسَ بِكَثْرَةِ المالِ والولدِ ولكنَّ الْخَیْرَ اَنْ یَكْثُرَ حِلْمُكَ وَاَنْ یَنْفَعَكَ عِلْمُكَ وَ كَتَبْتَ اِلَیَّ اَنَّكَ نَزَلْتَ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ وَاِنَّ الْاَرْضَ لا تَعْمَلُ لِاَحَدٍ اِعْمَلْ كَاَنَّكَ تری واعدد نَفْسَكَ مِنَ الْمَوْتٰی"۔

تجھ پر سلامتی کے بعد عرض ہے کہ تو نے مجھے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے مال اور اولاد دی ہے تو یاد رکھو کہ بھلائی مال اور اولاد کی کثرت میں نہیں۔ بھلائی یہ ہے کہ تیرا علم بڑھے اور تیرا علم تجھے فائدہ دے۔ اور تو نے مجھے لکھا ہے کہ تو ارض مقدسہ میں بس رہا ہے۔ تو یاد رکھ کہ زمین کسی کے لئے کچھ نہیں کرتی۔ تو خود اس طرح عمل کر کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر۔

ضرورت ہے اس زہد و تقویٰ اور کردار کی جو صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تھا۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰلِ محمدٍ واصحاب محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وبارك وسلم اِنّك حمیدٌ مجید۔

اِس شمارہ میں ایک مضمون "صلح حدیبیہ" کے عنوان کے تحت دیا جا رہا ہے۔ اسلامی تاریخ میں یہ لمحہ بہت نازک اور سبق آموز تھا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں نے دب کر صلح کی۔ اور حضرت عمرؓ جیسے فدائی اسلام سخت مضطرب تھے لیکن واقعات اور تاریخ نے ثابت کر دیا کہ خدا کے برگزیدہ رسول نے جو کہا تھا۔ انجام کار وہی مفید اور بہتر تھا۔ اسلام کی روح یہی ہے کہ اپنی مرضی خدا کی مرضی کے تابع کر دی جائے۔ کیا خوب فرمایا عارف باللہ نے ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا ؛ ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

یہ میری زیرِ تالیف کتاب کا ایک باب ہے۔ الحمد للہ کہ ایسے پُرآشوب ایام میں خداوند تعالےٰ نے ایک گنہ گار امتی کو شفیع المذنبین کی بارگاہ میں چند آہیں چند سسکیاں پیش کرنے کی توفیق دی۔ اس بارگاہ احدیت کا شکر ہے کہ سیرت و سوانح رسول پر کتاب مکمل ہو گئی۔ اللہ سے اسکی اشاعت کی توفیق کی دعا ہے۔

ایمان کی علامت اور اسکے تقاضے پر تیسری قسط پیش خدمت ہے۔ ابھی یہ مضمون جاری ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے خطبات کی روشنی میں قرآن سے "خدا کس سے محبت کرتا" اور خدا کس سے محبت نہیں کرتا" پر لکھنے کا ارادہ ہے۔

ایک ناگزیر فیصلہ:۔ کاغذ کی ہوشربا گرانی کے باعث اس ماہ سے رسالہ کے حجم میں ۴ صفحات کی کمی کر دی گئی ہے۔ جس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ حالات درست ہونے پر حجم بڑھا دیا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔

حدیث الرسول

دُعاء۔ دُعاء۔ دُعاء

(۱) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس شیءٌ اَکْرَمُ عَلَی اللہ من الدعاء (ابو الدعوات ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں۔

(۲) عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ (ابو الدعوات ترمذی)

حضرت انسؓ بن مالک نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عبادت کا مغز دعا ہے۔

(۳) عَنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُعا ہی عبادت ہے۔ آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

ہر مشکل کا حل دعا ہے۔ یہی عبادت ہے کہ ہم اپنے خدا کو پکاریں۔ اسی سے ہی مدد چاہیں۔ مصیبت میں جو اس کو نہیں پکارتا وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ اور اسے پکارنے والا بالآخر کامیاب ہوتا ہے پس اسی کے ہو جاؤ۔ اس کے علاوہ ہر سہارا باطل ہے۔ دیکھو ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے۔

"دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے ..... جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ .... جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا۔" (کشتی نوح)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مبارک وہ جو دعا کرتا ہے

"دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ ایک رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے۔ اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جائے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں۔ نہایت کریم و رحیم حیا والا صادق۔ وفادار۔ عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو۔ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ۔ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کرو۔ تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا قبول کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا۔ اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

عَلَیکَ کُلُّ تَوَکُّلِی وَرَجَائِی

تجھ پر ہی میرا سارا توکّل اور امیّد ہے

یَامَنْ اَحَاطَ الْخَلْقَ بِالْاٰلَاءِ
اے وہ ذات کہ نعمتوں سے مخلوق کو احاطہ کئے ہوئے ہے
نُثْنِی عَلَیْکَ وَلَیْسَ حَوْلُ ثَنَاءِ
ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تعریف کی طاقت نہیں

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَعَطُوْفَۃٍ
میری طرف رحمت اور شفقت سے توجہ کر
یَامَلْجَئِیْ یَا کَاشِفَ الْغُمَّاءِ
اے میری پناہ اور تاریکیوں کو دور کرنے والے

اَنْتَ الْمَلَاذُ وَاَنْتَ کَهْفُ نُفُوْسِنَا
تو ہی جائے پناہ ہے اور تو ہی ہماری جانوں کی امن ہے
فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْدَ فَنَاءِ
اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی

اِنَّا رَئِیْنَا فِی الظَّلَامِ مُصِیْبَۃً
ہم نے تاریکی کے زمانہ میں مصیبت دیکھی ہے۔
فَارْحَمْ وَاَنْزِلْنَا بِدَارِ ضِیَاءِ
پس رحم فرما اور ہمیں نور کے گھر میں اتار دے

تَعْفُوْ عَنِ الذَّنْبِ الْعَظِیْمِ بِتَوْبَۃٍ
تو بڑے بڑے گناہوں کو بھی توبہ سے بخش دیتا ہے
تُنْجِیْ رِقَابَ النَّاسِ مِنْ اَعْبَاءِ
اور بوجھوں سے لوگوں کی گردنوں کو نجات دیتا ہے۔

اَنْتَ الْمُرَادُ وَاَنْتَ مَطْلَبُ مُهْجَتِیْ
تو ہی مراد ہے تو ہی میرے دل کی آرزو ہے۔
وَعَلَیْکَ کُلُّ تَوَکُّلِیْ وَرَجَائِیْ
اور تجھ پر ہی میرا سارا توکّل اور امید ہے

اَعْطَیْتَنِیْ کَاْسَ الْمَحَبَّۃِ رِیْقَهَا
تو نے محبت کے پیالہ کی صاف شراب مجھ کو پلائی ہے۔
فَشَرِبْتُ رَوْحَاءً عَلٰی رَوْحَاءِ
اور میں نے مسلسل زندگی بخش گھونٹ پیئے ہیں۔

اِنِّیْ اَمُوْتُ وَلَا یَمُوْتُ مُحَبَّتِیْ
میں تو مر جاؤں گا مگر میری محبت نہ مرے گی
یُدْرٰی بِذِکْرِکَ فِی التُّرَابِ نِدَائِیْ
میری قبر سے بھی تیری یاد کی ندا آئے گی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

انتخاب از فارسی اشعار

زعشاقِ فرقان و پیغمبریم | بدیں آمدیم و بدیں بگذریم
ہم قرآن اور آنحضرتؐ کے عاشقوں میں سے ہیں | اس دین پر ہم آئے ہیں اور اسی حالت میں گزر جائیں گے

در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود | ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم
محمدؐ کے عشق کی راہ میں میرا سر اور جان قربان ہو۔ | یہی میری خواہش ہے یہی میری دعا ہے اور یہی مراد کی ارادہ ہے

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است | خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
میرے جان و دل محمدؐ کے جمال پر فدا ہیں | اور میری خاک آلِ محمدؐ کے کوچہ پر قربان ہے۔

مصطفیٰ مہرِ درخشانِ خدا است | بر عدوش لعنتِ ارض و سما است
مصطفیٰؐ خدا تعالیٰ کا چمکتا ہوا آفتاب ہے۔ | اس کے دشمن پر زمین و آسمان کی لعنت ہے

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفیٰ | سیدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ
وہ جہان کا بادشاہ جس کا نام مصطفیٰ ہے | جو عشاقِ حق کا سردار اور شمس الضحیٰ ہے۔

ابو القاسم آں آفتابِ جہاں | کہ روشن شد از وے زمین و زماں
ابو القاسم وہ آفتاب عالمتاب ہے۔ | جس کی وجہ سے زمین و آسمان روشن ہو گئے

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال | لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
اس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا۔ | اس لئے اس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا۔

امی و در علم و حکمت بے نظیر
وہ امی ہے مگر حکمت و علم میں بے نظیر ہے
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے
اس سے زیادہ اس کی صداقت پر کیا دلیل ہو گی۔

ہر احمدی روشنی کا ایک مینار ہو

مجلس شوریٰ ۱۹۶۱ء کے اختتامی اجلاس میں صدر شوریٰ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

اب مشاورت کی کارروائی اختتام کو پہنچ گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں خوش ہوں اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اکثر تقریریں نہایت سلجھی ہوئی اور مفید تجاویز پر مشتمل تھیں۔ اور یہی ہماری اس مشاورت کی شان ہے کہ اس میں کوئی نازیبا بات نہ ہو بلکہ ہر بات اخلاق، ہمدردی کے جذبے اور نیک نیتی پر مبنی ہو۔ اب میں دعا کروں گا اور اس سے پہلے چونکہ تربیت کے متعلق بہت زور دیا گیا ہے اور میرا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے اور دوست جانتے ہیں کہ میرے اکثر مضامین تربیت کے نکتہ کے گرد چکر کھاتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ جب تک تربیت نہ ہو تبلیغ بھی بے کار ہو کر رہ جاتی ہے اس طرح تربیت کا پہلو ایک لحاظ سے تبلیغ پر بھی غالب ہے۔ اگر ہم ساری دنیا کو احمدی بنالیں۔ لیکن احمدیوں کا نمونہ اچھا نہ ہو۔ تو وہ احمدی ہمارے لئے بے کار ہیں۔ لیکن اگر وہ نسبتاً تھوڑے ہوں لیکن ان میں ہر ایک روشنی کا مینار ہو اور اس تعلیم پر کاربند ہو۔ جو اسلام اور احمدیت نے ہمیں سکھائی ہے تو تھوڑے بھی قرآن کریم کی اس آیت کے ماتحت آجاتے ہیں کہ

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً الخ

اس لئے تربیت کا پہلو بہت مقدم ہے اس کی طرف جماعت کو توجہ دینی چاہیئے۔ اندرون ملک میں مبلغ بھی وہی اچھا ہے جو اچھا مربی ہو۔ اور اب تو مبلغ کا نام بھی مربی رکھ دیا گیا ہے اور بیرون ملک میں کام کرنے والا مبلغ بھی وہی اچھا ہے جو اچھا مربی ہے۔ اس کا اپنا نمونہ اچھا ہے اور اس کا قول و فعل اچھا ہے۔

میں دعا کرنے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی نوح میں سے ایک اقتباس پڑھتا ہوں تاکہ اس مجلس کا اختتام اس پر ہو آپ فرماتے ہیں:-

"یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کرلی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا

تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرضِ تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دُعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہُوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قماربازی سے بدنظری سے اور خیانت سے اور رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"

(کشتی نوح صفحہ ۱۷)

آخری عشرہ میں دُعا پر زور

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْتَھِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا یَجْتَھِدُ فِیْ غَیْرِھَا۔

(ترمذی ابواب الصوم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں دُعا پر وہ زور دیتے تھے جو دوسرے دنوں میں نہ دیتے تھے۔

صُلح حُدَیبِیَہ

"عمر جوش میں اس ہاتھ کو ڈھیلا نہ ہونے دو جو رسولِ خدا کی رکاب میں رکھا ہے" (ابوبکر)

اسلام صلح اور آشتی کا مذہب ہے۔ مذہب کو پھیلانے کے لئے کسی مادی طاقت کی نہیں اخلاص، عمدہ اخلاق اور عملی نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ دل محبت اور خدمت سے جیتے جاسکتے ہیں سختی اور درشتی سے نہیں۔ مکی زندگی میں بھی جب صحابہ کرام نے دشمنوں کی ایذادہی پر تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق لڑائی کی اجازت چاہی حضورؐ نے فرمایا مجھے صبر اور دعا کا حکم ہے۔ لڑنے کا حکم نہیں۔ لیکن جب دشمن طاقت آزمائی پر ہی تل گیا اور اس نے بزور شمشیر اسلام اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنا چاہا۔ تو خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو دفاع میں جنگ کی اجازت دی۔ چنانچہ اس بارہ میں پہلی آیت ۲ ہجری بمطابق ۱۵ اگست ۶۲۳ء کو نازل ہوئی اور مسلمانوں کو اپنے دفاع میں تلوار اٹھانے کی اجازت ملی۔ اور تاریخ اور مسلمانوں کے حالات اس امر پر گواہ ہیں کہ مسلمانوں کو جنگوں پر مجبور کیا گیا۔ اور اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا کہ یا تو وہ اپنے گھروں میں تہ تیغ کر دیئے جاتے۔ اور ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی۔ یا وہ باہر نکل داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو جاتے۔ انہوں نے موخر الذکر صورت کو ترجیح دی۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کی تائید فرمائی۔ اور فتنہ و فساد کرنے والوں کو خدائی ہاتھ نے ناکام و نامراد کیا۔ کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں کہ ہر بار وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے رہے۔ اور دھمکیاں دیتے رہے۔ پہلی بار انہوں نے مدینہ والوں کو جو دھمکی دی تھی وہ اسی کتاب میں بدر کے حالات میں مذکور ہے۔ غلط کہتے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ بہترین مسلمان جو چشم فلک نے دیکھے۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ ابوہریرہؓ۔ ابوذر غفاریؓ مصعب بن عمیرؓ۔ سعد بن معاذؓ۔ عبدالرحمن بن عوفؓ۔ یہ کس تلوار کے نتیجہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے دل قرآن نے جیتے تھے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور سیرت نے جیتے تھے۔ اور صلح حدیبیہ کا واقعہ اور سلسلہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کی اصل طاقت امن میں ظاہر

ہوئی - ہاں مصائب نے ان کے ایمان اور استقامت اور شدائد کی برداشت اور وفاداری کو ضرور مضبوط کیا۔ لیکن اسلام کو پھیلنے کے لئے اور اس کی تبلیغ کے لئے امن کا زمانہ ہی زیادہ سازگار ہے۔

حضورؐ کا کشف

ہوا یہ کہ چھ ہجری ذوالقعدہ یعنی حج کے مہینہ سے ایک ماہ قبل حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ واضح ہو کہ ابھی حج فرض نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے صحابہؓ سے اس کا ذکر کیا اور انہیں خانہ کعبہ کی زیارت کی تلقین فرمائی۔ مدینہ کے اردگرد بعض قبائل کو بھی پیغام بھجوایا۔ چنانچہ چودہ سو کے قریب صحابہ تیار ہوئے۔ قربانی کے لئے جانور ساتھ لے لئے اور فرمایا ہتھیار ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں عربوں کے دستور کے مطابق تلواریں نیاموں کے اندر ساتھ رکھی جا سکتی ہیں۔ جیسا کہ مسافر کرتے تھے۔ چنانچہ یہ مقدس قافلہ ۶ ہجری ذوالقعدہ کے مہینہ پیر کے دن صبح کے وقت مدینہ سے روانہ ہوا۔ یہ ان مہینوں میں سے تھا جنہیں عرب جنگ بند کر دیتے تھے۔ حضورؐ کی زوجہ محترمہ اُم سلمہ حضور کے ہمرکاب تھیں۔ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو حضور نے صحابہ کو احرام باندھنے کا حکم دیا۔ یعنی حج کے لئے مخصوص لباس جو بے سلی چادریں اوڑھ کر حج کیا جاتا ہے۔ حضورؐ نے بیس آدمی قافلہ کے آگے روانہ کر دیئے اور چند آدمیوں کو مکہ کی طرف روانہ فرمایا تا قریش کے ارادوں کو بھانپ سکیں۔ جب مکہ دو منزل رہ گیا تو آپ کے قاصدوں نے آکر اطلاع دی کہ قریش سخت جوش میں ہیں حتیٰ کہ بعض نے اپنی وحشت کے اظہار کے طور پر چیتوں کی کھالیں پہن رکھی ہیں۔ اور وہ جنگ پر آمادہ ہیں اور انہوں نے خالد بن ولید اور عکرمہ کے ساتھ دو صد آدمیوں کا ایک دستہ آگے بھی بھجوایا ہے۔ حضور نے اس پر صحابہ کو عام راستہ سے ہٹ کر سمندر کے ساتھ دشوار گزار رستہ پر سفر جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا۔

یہاں سے جب مکہ نو میل رہ گیا اور حدیبیہ کے قریب پہنچے تو آپ کی اونٹنی القصواء اچانک پاؤں پھیلا کر زمین پر بیٹھ گئی۔ اور باوجود اٹھانے کے اٹھنے کا نام نہ لیتی تھی۔ صحابہ نے عرض کی کہ حضور یہ مسلسل سفر سے تھک گئی ہے۔ حضور نے فرمایا نہیں نہ یہ تھکی ہے نہ اس کی بیٹھنے کی عادت تھی۔ اس کو اس نے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کو مکہ سے روکا تھا۔ خدا کی قسم مکہ والے حرم کی حفاظت کے لئے جو مطالبہ بھی مجھ سے کریں گے میں اسے مان لوں گا۔ پھر آپ نے اونٹنی کو آواز دی اور اونٹنی کھڑی ہو گئی۔ چنانچہ حدیبیہ وادی کے دوسرے کنارے چشمہ پر ٹھہر کر آپ اونٹنی سے اتر آئے۔ اور صحابہؓ کو یہیں ڈیرے ڈالنے کا ارشاد فرمایا۔

معجزہ کا صدور

یہاں چشمہ میں پانی قافلہ کی ضرورت کے مطابق نہ تھا۔ صحابہ نے پانی کی کمی کی شکایت کی۔ تو آپؐ نے تیر سے کہ چشمہ کی تہ میں گاڑ دینے کا حکم فرمایا اور دعا فرمائی۔ چنانچہ تھوڑی دیر گذری تھی کہ چشمہ پانی سے بھر آیا اور اسی رات بارش بھی ہوگئی اور وادی جل تھل ہوگئی۔ اور پانی کی کمی دور ہوگئی۔

کفّار کے نمائندگان کی آمد

جب صحابہ وادی میں خیمہ زن ہو گئے تو کفار کا نامور رئیس بُدیل بن ورقا، آپ کے پاس آیا اور کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مکّہ کے لوگ جنگ کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ وہ آپ کو طواف نہ کرنے دینگے حضورؐ نے فرمایا میں تو جنگ کی نیت سے نہیں آیا۔ میں تو ان سے اس سمجھوتہ کے لئے بھی تیار ہوں کہ وہ میرے خلاف جنگ بند کر دیں اور مجھے دوسرے لوگوں کے لئے آزاد چھوڑ دیں۔ اگر میں اس کشمکش میں مٹ گیا تو ان کا سینہ خود بخود ٹھنڈا ہو جائے گا۔ لیکن اگر خدا نے مجھے کامیابی نصیب کی تو پھر مکہ والوں کو بھی مجھے مان لینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ جنگ ہی جاری رکھنے پر مصر ہیں تو پھر ان کی مرضی۔ میرے لئے پھر دو ہی راستے ہوں گے۔ یا میں اس راہ میں جان قربان کر دوں۔ یا خدا مجھے فتح نصیب کرے۔ پھر پیچھے ہٹنے کا سوال ہی نہیں۔

بُدیل نے کہا مجھے موقعہ دیا جائے۔ میں آپ کی یہ تجویز مکّہ والوں کے سامنے رکھوں۔ چنانچہ وہ گیا۔ پہلے تو قریش نے ان کی بات سننے سے انکار کر دیا۔ پھر بات سنی تو یہ مشورہ طے پایا۔ محمدؐ نے ٹھیک کہا ہے۔ ان سے بات کرنے کے لئے ہماری طرف سے قبیلہ ثقیف کا رئیس عروہ بن مسعود جائے۔ اور بات کرے۔ عروہ حدیبیہ پہنچے اور حضورؐ سے گفتگو شروع کی۔ اور اثنائے گفتگو وہ حضورؐ سے کہنے لگا۔ اور یہ اس کی ایک تدبیر تھی تا حضورؐ اس کی شرائط کو مان لیں کہ اگر معاملہ بگڑ گیا اور قریش کو غلبہ ہوا تو خدا مجھے آپ کے اردگرد والے چہروں سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بھاگتے دیر نہیں لگے گی۔ اور یہ سب آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

صحابہؓ کی فدائیت

ابوبکرؓ نے یہ سنا تو غصّہ سے بھر گئے اور فرمایا جاؤ لات کے پجاری جاؤ۔ ہم خدا کے رسول کو

چھوڑ جائیں گے۔ پھر گفتگو کرتے ہوئے اس نے حضور کی ریش مبارک کو ہاتھ لگایا۔ اب اس کے بھتیجے مغیرہ بن شعبہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ اور کہا پرے کر ناپاک ہاتھ رسول خدا کے چہرہ مبارک سے۔ اس گفتگو کے دوران اس نے حضور کے گرد صحابہؓ کے جمگھٹے کو دیکھا گویا پروانے ہیں جو شمع پر نثار ہونا چاہتے ہیں۔

اس نے فدائیت کا ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ نماز کے لئے حضور نے جو پانی منگوایا حضور اپنے ایک ایک عضو کو دھوتے تھے اور صحابہؓ پانی کے وہ قطرے جو حضور کے جسد مبارک سے گرتے تھے۔ زمین پر نہ گرنے دیتے تھے۔ وہ تبرک کے طور پر اپنے ہاتھوں میں لیتے تھے اور اپنے جسموں پر مل لیتے تھے۔ اور جن کو وہ قطرات نہ ملتے وہ لوگوں کے ان قطروں سے گیلے ہونے والے جسموں سے اپنے جسم ملتے تھے۔

عروہ یہ ایمان افروز محبت کے مظاہر دیکھ کر واپس لوٹا اور قریش سے کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں نے بادشاہوں کے دربار بھی دیکھے ہیں۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی بطور وفد کے گیا ہوں مگر خدا کی قسم جو عزت میں نے محمدؐ کی اس کے ساتھیوں کو کرتے دیکھا ہے۔ یہ عزت و احترام میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ میرا تمہیں یہی مشورہ ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تجویز قبول کر لو۔ یہ منصفانہ تجویز ہے۔

چنانچہ قریش نے حلیس بن علقمہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے لئے بھجوایا۔ اس نے آکر مسلمانوں کے جو قربانی کے جانور دیکھے۔ اور مسلمانوں کو تکبیر کی آوازیں بلند کرتے دیکھا تو جاکر قریش سے کہنے لگا وہ تو حج کے ارادہ سے آئے ہیں قربانی کے جانور ساتھ ہیں انہیں کسی طرح خانہ کعبہ کے طواف سے روکنا مناسب نہیں۔

سہیل کی آمد

اس پر پھر مکہ والوں نے سہیل بن عمرو کو حضور سے گفتگو کے لئے بھیجا۔ یہ حضور کی خدمت میں پہنچا۔ ادھر حضور نے ایک صحابی کو مکہ روانہ کیا تا وہ قریش کو حضور کا نکتہ نظر سمجھا سکے۔ لیکن عکرمہ نے اس کے اونٹ پر حملہ کیا۔ اور قریب تھا کہ اس پر بھی حملہ کرتا۔ لیکن بڑا سے لوگوں نے اس کو سمجھا کر اس صحابی کی جان بچائی اور انہیں واپس اسلامی کیمپ میں بھجوا دیا۔ اس پر ہی بس نہیں کی۔ ان لوگوں نے اسی ۸۰ آدمیوں کا ایک دستہ تیار کیا کہ حد بیبیہ جائیں۔ اور اسلامی کیمپ کے ارد گرد گھومتے رہیں۔ اور موقعہ پا کر مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں بلکہ انہوں نے یہ بھی ارادہ کیا۔ کہ مدینہ سے اتنی دور مسلمان آ گئے ہیں۔ ان پر حملہ کر کے انہیں تہ تیغ کر دیا جائے

لیکن مسلمانوں کو اس سازش کا پتہ چل گیا اور وہ ہوشیار ہو گئے۔ اور دشمن اپنے اس ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔

حضرت عثمانؓ کی سفارت

حضور نے پھر حضرت عثمانؓ کو مکہ روانہ کیا کہ تم میری طرف سے سفارت کے فرائض سر انجام دو۔ اور ایک تحریر بھی قریش مکہ کے نام لکھ کر دی۔ اور فرمایا مکہ کے کمزور مسلمانوں سے بھی ملنا ان کی ڈھارس بندھانا اور انہیں کہنا کہ صبر سے کام لیں۔ خدا تعالےٰ عنقریب کامیابی کے دروازے کھولنے والا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے مکہ پہنچ کر ابوسفیان سے ملاقات کی۔ جو حضرت عثمانؓ کے قریبی بھی تھے۔ اور مجمع عام میں بھی حضور کی تحریر پیش فرمائی۔ لیکن مکہ والے اپنی ضد پر قائم رہے کہ مسلمان اس سال مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ حضرت عثمانؓ نے جب زیادہ زور دیا۔ تو حضرت عثمانؓ سے انہوں نے کہا۔ ہاں اگر تم چاہو تو تمہیں طوافِ کعبہ کی اجازت دیتے ہیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور کو تو تم روک دو۔ اور میں طواف کر لوں۔ حضرت عثمانؓ مایوس ہو کر واپس لوٹنے لگے۔ تو مکہ کے لوگوں نے ان کو روک لیا۔ ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو مکہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔

بیعتِ رضوان

حضور کو یہ اطلاع پہنچی تو حضور نے کیکر کے ایک درخت کے نیچے صحابہ کو جمع کیا اور اس خبر کا ذکر فرمایا اور کہا:

"اگر یہ بات درست ہے تو ربّ کعبہ کی قسم ہم اس جگہ سے حضرت عثمانؓ کا بدلہ لئے بغیر نہ ٹلیں گے۔"

اور آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا آؤ میرے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر عہد کرو

"تم میں سے کوئی شخص پیٹھ نہیں پھیرے گا۔ اپنی جان کی بازی لگائے گا مگر کسی حالت میں اپنی جگہ کو نہیں چھوڑے گا۔"

جب صحابہ عہد کر چکے تو حضور نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ صحابہ اسے بیعتِ رضوان کہا کرتے تھے۔ یعنی وہ بیعت جس کے نتیجہ میں خدا کی رضا مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ اور قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ بعض صحابہ اس بیعت کا ذکر کر کے اسے "بیعتِ موت" کہا

کرتے تھے کہ جب ہم نے عہد کیا تھا کہ مر جائیں گے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

جب قریش کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو آزاد کر دیا۔ اور اپنے ایلچیوں کو پیغام بھیجا کہ جس طرح ہو مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لی جائے لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ مسلمان اس سال طواف نہیں کر سکیں گے بلکہ اگلے سال کریں گے۔

شرائط معاہدہ

چنانچہ سہیل کہنے لگا قلم دوات لائیے اور معاہدہ تحریر کیجئے۔ حضور نے حضرت علیؓ کو بطور کاتب کے بلایا اور معاہدہ لکھا جانے لگا۔ حضور نے جب فرمایا لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو اس نے کہا یہ رحمٰن رحیم کیا ہوتے ہیں۔ صرف بِسْمِ اللّٰہ لکھیے۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھا گیا۔ حضور نے پھر فرمایا لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ نے کیا ہے۔ اس نے لفظ رسول اللہ پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ کو رسول اللہ نہیں مانتے۔ علیؓ یہ الفاظ لکھ چکے تھے۔ حضور نے فرمایا لفظ رسول اللہ کاٹ دیں۔ علیؓ نے عرض کیا میں اپنے ہاتھ سے نہیں کاٹ سکتا۔ حضور خود کاٹ دیں۔ حضور نے فرمایا اچھا میں کاٹ دیتا ہوں۔ اس کے بعد معاہدہ کی شرائط لکھی گئیں جو یہ تھیں

۱۔ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھی اس سال واپس چلے جائیں۔

۲۔ آئندہ سال وہ مکہ میں آکر رسم عمرہ ادا کر سکتے ہیں مگر سوائے نیام میں بند تلوار کے کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو اور مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔

۳۔ اگر کوئی شخص مکہ والوں سے مدینہ جانا چاہے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اسے حضور (صلے اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں پناہ نہ دیں گے۔ واپس لوٹا دیں گے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ چھوڑ کر مکہ جانا چاہے تو اسے مسلمان نہیں روکیں گے۔

۴۔ قبائل عرب میں سے جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے مکہ والوں کا۔

۵۔ یہ معاہدہ فی الحال دس سال تک کے لئے ہو گا۔ اور اس عرصہ میں قریش اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بند رہے گی۔

ابوجندل کا مکہ سے فرار

تیسری شرط لکھی جا چکی تھی لیکن ابھی معاہدہ پر دستخط نہیں ہوئے تھے کہ اسی سہیل کا جو شرائط طے

کر رہا تھا بیٹا ابوجندل جو مسلمان ہو چکا تھا اور مکہ والوں نے اسے زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور زدوکوب کرتے تھے کسی طرح سے زنجیریں توڑ کر حدیبیہ میں آپہنچا۔ اس نے مسلمانوں کو ضرب کے نشانات دکھائے اور کہا مسلمانو! کیا مجھے پھر کفر کو واپس کر دو گے۔ اس کی حالت اور تقریر سنکر لشکر میں جوش پھیل گیا مسلمانوں کے ہاتھ تلواروں کے دستوں پر پہنچ گئے۔ حضور کچھ دیر تک خاموش رہے۔ پھر ابوجندل سے درد بھری آواز میں فرمایا۔

"ابوجندل صبر کر اور اس کو ثواب سمجھ کر برداشت کر۔ یقیناً پروردگار عالم تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے مسلمانوں کے لئے کشائش پیدا کرے گا۔ اور ان مصائب سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کرے گا۔ ہم معاہدہ کر چکے ہیں، اب خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔

اس شرط پر حضرت عمرؓ بہت مضطرب ہوئے۔ غصہ سے آنکھوں میں خون اتر آیا۔ حضور کے پاس آکر آہستگی سے عرض کی۔ حضور! کیا آپ خدا کے برحق رسول نہیں؟ حضور نے فرمایا کیوں نہیں؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ پھر دین کے معاملہ میں ہم دب کر کیوں شرائط تسلیم کریں۔ حضور نے فرمایا عمر: دیکھ میں خدا کا رسول ہوں۔ اور میں خدا کے منشاء کے خلاف نہیں چل سکتا۔ وہ میرا حامی و مددگار ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ کیا خدائی وحی کے ماتحت آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ تم مکہ میں ضرور داخل ہو گے اور کعبہ کا طواف کرو گے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن یہ کب کہا تھا کہ یہ طواف اسی سال ہو گا۔ پھر حضرت عمر ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جوش میں اس ہاتھ کو ڈھیلا نہ ہونے دو جو رسول خدا کی رکاب میں رکھا ہے۔

فتح

بظاہر یہ شرائط مسلمانوں کے حق میں نہ تھیں بلکہ بادی النظر میں ایک ذلت تھی۔ لیکن جو خدا کی خاطر ذلت قبول کرتا ہے اسے آسمان پر لازوال عزت ملتی ہے۔ انسان کی نظر قریب کے واقعات پر ہوتی ہے۔ لیکن خدا اور اس کے انبیاء وہ دیکھتے ہیں جو عام آنکھ کو نظر نہیں آتا۔ انہیں شرائط پر یقیناً صحابہؓ کو صدمہ تھا۔ لیکن مدینہ کو واپس ہوئے تو راستہ میں سورۂ فتح کی وہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کو ایک عظیم الشان فتح کا پیش خیمہ قرار دیا تھا۔ آپؐ نے صحابہ کو اکٹھا کر کے

فرمایا مجھ پر اس وقت ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے۔ جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ اور آپؐ نے سورۂ فتح کی آیات تلاوت فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا واقعی یہ صلح اسلام کی فتح ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں یہ یقیناً ہماری فتح ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ حدیبیہ کی صلح نتیجۃً ہوئی فتح مکہ پر اور جو شرط بہت سخت سمجھی جاتی تھی۔ اس کے نتیجہ میں مکہ کے مسلمانوں کی ایک جمعیت پیدا ہوئی جس نے خود مکہ والوں کو مجبور کیا کہ وہ حضور سے صلح کی اس شرط کو ختم کرنے کے لئے اپیل کریں اور صلح کی اس فضا کے نتیجہ میں اسلام کا پیغام عرب میں اور عرب کے باہر تک سرایا۔

محبّتِ ذاتی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جب (انسان) اللہ تعالےٰ سے بالکل راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ وشکایت نہ رہے اس وقت محبّتِ ذاتی پیدا ہو جاتی ہے اور جب تک اللہ تعالےٰ سے محبّتِ ذاتی پیدا نہ ہو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے۔ لیکن جب ذاتی محبّت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آجاتا ہے۔ اس ذاتی محبّت کو دعا سے حاصل کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۵)

رسولِ خُدا کی معیشت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے خدا کی راہ میں وہ ڈرایا گیا جو کسی کو نہیں ڈرایا گیا۔ اور مجھے وہ تکلیف دی گئی جو کسی اور کو نہیں دی گئی۔ اور مجھ پر پورا پورا مہینہ ایسا آیا ہے کہ میرے لئے اور بلال کے لئے کھانے کو اتنا تھوڑا کھانا ہوتا تھا جو بلال کی بغل میں چھپ جاتا تھا۔ (کھانے کے تھوڑا ہونے کی طرف اشارہ ہے)

(ترمذی ابواب الشمائل)

ایمان کی علامات اور اس کے تقاضے

گذشتہ سے پیوستہ

(۳۶)

مومن اعمالِ صالحہ بجالاتا ہے اور اسے کوئی خوف و غم نہیں ہوتا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (المائدہ آیت ۷۰)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصاریٰ ان میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور نیک اعمال کا مرتکب ہوا اس پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت میں بتلایا کہ منہ کا ایمان کافی نہیں۔ ایمان کے لئے نیک اعمال ضروری ہیں۔ اگر ایمان درخت ہے تو اعمال صالحہ پانی ہے۔ اعمال صالحہ کے پانی کے بغیر ایمان کا درخت سرسبز نہیں رہ سکتا۔ اور آیت کے آخری حصہ میں خوف اور حزن سے حفاظت ایمان کی علامت بیان کی۔ پس خدا والے کو کسی کا کیا غم

خدا داری چہ غم داری

(۳۷)

مومن کو گریاں آنکھ نصیب ہوتی ہے

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ

مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (المائدہ آیت ۸۴)

ترجمہ:- اور جب وہ (مومن) کلام الٰہی کو سنتے ہیں جو اس رسول پر اتارا گیا ہے تو اسے مخاطب تو دیکھتا ہے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو شناخت کرلیا ہے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمیوں کو خدا کا سایہ نصیب ہوگا جب کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ ان سات آدمیوں میں سے ایک وہ ہے۔ جس نے خلوت میں خدا کا ذکر کیا اور اس کی آنکھ بہہ پڑی۔ خدا کے لئے چشم پُرنم ہونا یہ اللہ کا ایک انعام ہے۔ جو اس دل کو نصیب ہوتا ہے۔ جس میں خشیت اللہ ہو۔ خدا کی محبت ہو۔ خدا کی محبت کے آنسو بہت قیمتی متاع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز ٭ بخت گم کردہ را بیابد باز

جو شخص تیری درگاہ پر عجز و نیاز سے روتا ہے۔ وہ اپنے گم شدہ نصیب کو دوبارہ حاصل کرلیتا ہے

سچ ہے ؎

بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

اور حقیقی ایمان کے نتیجہ میں یہ نعمت نصیب ہوتی ہے۔ محدثین نے حدیثوں میں باب باندھے ہیں کہ خدا کی خشیت سے رونا کیا درجہ رکھتا ہے۔

(۳۸)

مومن جوا، شراب اور لاٹری سے پرہیز کرتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(سورۃ المائدہ آیت ۹۱)

ترجمہ:- اے ایمان والو شراب اور جوا اور بُت اور قرعہ اندازی کے تیر ناپاک شیطانی کام ہیں۔ اس لئے تم ان میں سے ہر ایک سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

شریعت حرام اور حلال کو بیان کرتی ہے۔ جن چیزوں سے خدا نے منع کیا ہے۔ مومن ان سے بچتا ہے۔ ایمان کا دعوے بھی کرنا اور جس سے خدا منع کرے اس کا ارتکاب کرنا یہ بتاتا ہے کہ ہمارا ایمان کا دعوے

جھوٹ ہے اگر خدا پر ایمان ہے تو پھر اس کی بات پر کان دھرنا ہوگا۔ خدا اور اس کے رسول نے شراب جوا اور لاٹری سے منع کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں منشی برکت علی صاحب شملوی کی ہزاروں روپیہ کی لاٹری نکلی۔ انہوں نے حضرت سے استفسار کیا۔ تو آپ نے یہی فتوے دیا کہ یہ جائز نہیں چنانچہ انہوں نے یہ تمام رقم مساکین اور مستحقین پر خرچ کردی۔ اور اپنی ذات پر ایک پیسہ بھی اسکا خرچ نہ کیا۔ افسوس یہ برائیاں آج اسلامی جسد میں ناسور کی حیثیت اختیار کرگئی ہیں۔ خدا کرے ہم اس دختِ رز کو ہونٹوں سے علیحدہ کرسکیں۔ ورنہ یہ آیت بتاتی ہے ہم کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

(۳۹)

مومن پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ ۔ (المائدہ آیت ۱۰۶)

ترجمہ:- اے مومنو! تم اپنے نفسوں کی فکر کرو۔ جب تم ہدایت پا جاؤ تو کسی کی گمراہی تم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ

کہ تم لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھلا یا ہوا ہے۔

دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت یہ واعظ اور مربی کا کام نہیں۔ اور اس آیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کسی کو بدی میں مبتلا دیکھ کر اس سے حوصلہ افزائی کہ چلو وہ بھی تو ایسا کرتا ہے ہم کیوں نہ کریں۔ مناسب نہیں۔ یہ خدا کی ناراضگی کا موجب ہوسکتا ہے۔ اس کی رضا کے حصول کا یہ طریق نہیں۔

ہماری دعوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ہم جس بات کی دعوت کرتے ہیں اور جو کسی سچائی کے طلبگار کو بتلا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ خدا کی تلاش کرے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۴۱)

ایک خط اور اس کا جواب

مردان صوبہ سرحد سے عبد اللطیف صاحب لکھتے ہیں:

محترم جناب ایڈیٹر صاحب انصاراللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"صلح حدیبیہ کے بعد جو شخص مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آیا اور اس معاہدہ کے مطابق کفار مکہ اسے واپس لینے آئے تو حضورؐ نے اسے واپس فرما دیا۔ اس واپس کئے جانے والے صحابی کا کیا نام ہے۔ جو راستے میں کفار کو قتل کر کے یا ایسے ہی ان سے بھاگ گیا تھا۔ ستمبر کے انصاراللہ میں اُحد کے جنگ میں جس سمرہ بن جندب کا ذکر آپ نے کیا ہے۔ کیا ان کے علاوہ یہ اور کوئی سمرہ ہے"

محترمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُحد کے دن جس صحابی کا رافع سے مقابلہ کروا کر اسے ساتھ جانے کی اجازت مل گئی تھی، وہ سمرہ بن جندب ہی تھے۔ انہوں نے رافع کو پچھاڑا تھا۔ جو خدیج کے لڑکے تھے۔ حدیبیہ کے روز جس نے کفار کو قتل کیا تھا وہ ابو بصیر تھے۔ اور ان کے ساتھی بھی تھے۔ چونکہ حدیبیہ میں یہ شرط تھی کہ مکہ والوں میں سے جو مسلمان ہو جائے گا اسے واپس کر دیا جائے گا۔ مدینہ میں نہیں رکھا جائے گا۔ اس لئے یہ سمندر کے کنارے آباد ہو گئے تھے۔ ابو بصیر وہیں فوت ہوئے تھے اور سیف البحر میں ہی دفن کئے گئے تھے۔ سمرہ بن جندب فزارہ قبیلہ کے تھے۔ یہ قبیلہ انصار کا حلیف تھا۔ ان سے اکثر احادیث مروی ہیں۔ ۵۹ھ میں فوت ہوئے تھے۔ یہ خوارج کے شدید دشمن تھے۔ زیاد جب کوفہ جاتے بصرہ میں انہیں اپنا قائمقام مقرر کرتے۔ یہ گرم پانی کے برتن میں گر گئے تھے پھر تشنج سے وفات پائی۔

سمرہ نام کے اور بھی بعض صحابہ تھے۔ اسد الغابہ نے سمرہ بن جندب کے علاوہ چھ سمرہ نام کے اصحاب رسول کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کا بھی یہ واقعہ نہیں جو آپ نے فرمایا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

والسلام

خاکسار ایڈیٹر

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض روایات

روایات مرزا نذیر حسین صاحب

(۱)

تعارف ذاتی: راقم الحروف مسمّی مرزا نذیر حسین جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے ہے ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تحریک وقف فرمائی اس میں حضور نے خاکسار کو بھی شامل کیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ حضور نے تحریک وقف کا ذکر فرمایا تو خاکسار نے اپنے آپ کو اسی وقت ان کے سامنے پیش کر دیا۔ حضور نے اسی وقت منظور فرما لیا اور حکم دیا کہ کل سے ریویو انگریزی کے پروف یا اُس کی کاپیاں دیکھا کرو۔ پھر ہم تمہیں کسی کام پر متعین کریں گے۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء سے مئی ۱۹۴۸ء تک خاکسار سلسلہ کی خدمت کرتا رہا۔ ایک مدرسہ قدیم مدرسہ احمدیہ قادیان میں جس میں بعد میں مولوی فاضل کلاس بھی شامل ہو گئی تھی پڑھاتا رہا۔ بعد میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں مدرس ریاضی رہا۔ پھر نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں بھی مدرس ریاضی رہا۔ الغرض اس طرح خدا نے محض اپنے فضل سے چالیس سال تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کا موقعہ دیا
میرے والد بزرگوار حضرت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ جو ۳۱۳ میں سے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہی ارشاد کے ماتحت مرہم عیسیٰ بنانے کا حکم دیا۔ مرہم عیسیٰ کی وجہ سے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں تاریخی وجود ہو گئے
میرے دادا بزرگوار حضرت میاں چراغ دین صاحب رئیس اعظم لاہور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بچپن سے گہرا تعلق تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی آپ سے گہری محبت تھی۔ دادا بزرگوار کے پوتوں میں سے صرف والد محترم بزرگوار کے اس وقت دو لڑکے تھے (۱) ڈاکٹر عبد الحمید صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ اور خاکسار جو ۱۸۹۱ء تک پیدا ہو چکے تھے۔ ۱۹۰۳ء تک دادا صاحب کا اور کوئی پوتا پیدا نہیں ہوا تھا۔ ڈاکٹر عبد الحمید صاحب اپنے نانا حضرت میاں فیروز الدین صاحب رضی اللہ عنہ رئیس اعظم لاہور کے ہاں رہتے تھے جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بچپن سے تعارف تھا۔ اور وہ بھی اولین صحابہ میں سے تھے۔ اور خاکسار اپنے دادا حضرت میاں چراغ دین صاحب کے پاس رہتا تھا اور چونکہ میں اپنے دادا صاحب کے پاس رہنے والا اکیلا ہی پوتا تھا اس لئے بڑا لاڈلا تھا اور چونکہ دادا صاحب کا سارا خاندان احمدی تھا اس لئے جب بھی اس خاندان کا کوئی فرد قادیان جاتا تو خاکسار

ضرور ان کے ساتھ قادیان چلا جاتا۔ حضور بھی مجھ سے بڑی محبت فرماتے تھے اور عمداً اپنے پاس ٹھہراتے ۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۳ء تک خاکسار تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں حضور کے بچوں کے ساتھ رہا۔ اور حضور کے صاحبزادگان مجھے بھائی کے لفظ سے پکارتے تھے۔ اور حضور کی مجھ پر شفقت اور مہربانی کو دیکھ کر عام لوگ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا فرد سمجھا کرتے تھے۔ یہ مختصر سا تعارف پیش کر کے عینی شہادت کے طور پر ذیل کی روایات سپرد قلم کر رہا ہوں۔ وما توفیقی الّا باللّٰہ۔

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری تین چار سالوں کے علاوہ پہلے یہ معمول تھا کہ صبح کی نماز مسجد مبارک قادیان میں ادا فرما کر حضور گھر میں آتے ہی تلاوت قرآن کریم فرمانا شروع کر دیتے۔ گو تلاوت جلدی جلدی فرماتے لیکن ہر لفظ نہایت صفائی سے سمجھ آتا تھا اور حضور عموماً ٹہل کر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ عموماً ایک سپارہ روزانہ تلاوت فرماتے تھے۔ کبھی کبھی ایک منزل قرآن کی بھی تلاوت فرما لیا کرتے تھے (قرآن کریم کو سات حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ کو منزل کہتے ہیں) خاکسار کا معمول تھا کہ جونہی حضور تلاوت کے لئے قرآن لیتے تو خاکسار بھی قرآن لے کر بیٹھ جاتا اور حضور کی تلاوت کے ساتھ ساتھ تلاوت کرتا جاتا اور اس طرح جو میری تلاوت میں غلطیاں پائی جاتیں ان کو اس وقت درست کر لیتا۔ تلاوت کے بعد حضور سیر کے لئے باہر تشریف لے آتے۔ اس وقت سورج طلوع ہوا ہوتا تھا۔ گھر کے باہر ڈیوڑھی کے سامنے احباب جماعت جو اس وقت قادیان میں ہوتے حضور کے انتظار کے لئے کھڑے موجود ہوتے۔ حضور باہر آ کر ہر ایک سے مصافحہ فرماتے اور پھر سیر کو روانہ ہوتے۔ پہلے حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے مطب یا مکان کی ڈیوڑھی کے سامنے کچھ ٹھہرتے۔ جونہی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو حضور سیر کو روانہ ہو جاتے۔ سیر میں حضور کی رفتار تیز ہوتی۔ عموماً حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ پیچھے رہ جاتے۔ جب آپ کا پیچھے رہ جانا حضور کو معلوم ہوتا تو حضور سیر میں ٹھہر جاتے۔ اور حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کو شامل کر کے پھر چلتے۔ سیر میں عموماً دوست کوئی نہ کوئی بات کرتے جاتے تھے اور حضور اس کا جواب دیتے رہتے تھے۔ خاکسار بھی حضور کی تیز رفتاری کی وجہ سے ساتھ نہیں چل سکتا تھا۔ اس لئے بچپن انداز سے تھوڑا تھوڑا دوڑتا جاتا تھا۔ تا حضور کے ساتھ ساتھ رہ سکوں۔ سیر کا راستہ کچا ہوتا تھا۔ اس لئے راستہ میں کافی گرد اٹھتی۔ واپسی پر ہر ایک اپنے پر گرد پاتا۔ مگر حضور کی گردن سے سر تک گرد کا کوئی نشان تک نہ ہوتا۔ یہ ایک عجیب بات تھی۔ جس کو خاکسار ایک عرصہ تک بغور ملاحظہ کرتا رہا۔ حضور جب سیر سے واپسی پر گھر کے پاس پہنچتے۔ تو حضور مسجد مبارک کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور حضور سب سے مصافحہ فرما کر

گھر کے اندر چلے جاتے۔ خاکسار بھی ساتھ ہی اندر چلا جاتا۔ حضور کی جوتی پر گرد ہوتی، شلوار اور کوٹ کے نچلے حصہ پر بھی کچھ گرد ہوتی مگر اوپر آکر گرد نہ ہوتی۔ ایک دفعہ میں نے اس کا ذکر حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ سے ان کے گھر میں کیا۔ تو آپ نے فرمایا حدیث میں یہ نشان مسیح و مہدی کا بیان ہوا ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا معلوم ہوں گے گویا حمام سے نکلے ہوں۔ تب مجھے یہ معمہ سمجھ میں آیا۔

(۲)

ایک مسلمان ہندو ہوگیا تھا اور اس کا ہندو نام راجپال تھا۔ اس نے ایک کتاب "ترک اسلام" لکھی۔ جس میں زیادہ تر معجزات پر مضحکہ اڑایا گیا تھا۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان میں اپنے احباب کے ساتھ جن میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی تھے بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ کتاب کسی نے حضور کو دی۔ حضور نے اس کو جستہ جستہ دیکھا۔ پھر حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ اس کا جواب لکھیں اور جتنا آپ جواب ایک دن میں لکھ دیا کریں۔ اتنا مجھے سیر میں سنا دیا کریں۔ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے اپنا مطب بھی کرنا ہوتا تھا۔ روزانہ درس بھی دینا ہوتا تھا احباب سے ملاقات۔ اور ان کے سوالوں کے جواب بھی دینے ہوتے تھے اس لئے وقت کی کمی کے باعث جتنا وقت ملتا آپ "ترک اسلام" کا جواب لکھتے۔ اور صبح کی سیر میں حضور کو سنا دیا کرتے۔ پھر یہ ایک کتاب کی صورت میں شائع ہوا۔ کتاب کا نام نور الدین رکھا گیا۔ الغرض حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کتاب "ترک اسلام" کا جواب حضور کو سیر میں سناتے رہے۔ ایک دن جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے والے کے واقعہ کا جواب سنا رہے تھے۔ اس میں حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے آگ کے سرد ہونے کی تاویل یہ سنائی کہ بادل آئے اور فوراً تیز بارش شروع ہوگئی۔ جس سے وہ آگ سرد ہوگئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جونہی یہ جواب سنا حضور سیر میں کھڑے ہو گئے اور حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا ہمیں اس تاویل کی کیا ضرورت تھی۔ معجزات خدا کی قدرت کے نشان ہوتے ہیں۔ جس خدا نے آگ میں گرمی کی شدت پیدا کی ہوئی ہے۔ وہی اس کو ٹھنڈا بھی کرسکتا ہے۔ ہم تو صرف اس جگہ تاویل کے قائل ہیں۔ جہاں ہمیں قرآن کریم میں صاف خدا کا قانون بیان کیا ہوا نظر آئے کہ خدا ایسا نہیں کرتا۔ مثلاً خدا نے یہ قانون قرآن کریم میں بیان کیا ہے کہ مردہ دوبارہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہو کر آیا کرتا۔ مگر جس کے متعلق خدا نے ایسا قانون بیان نہ فرمایا ہو اس کو تو ہم خدا کی قدرت کا نشان یقین کرکے اسی حالت میں تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ معجزات خدا کی قدرت کا نمونہ ہوتے ہیں اور ہم اس کی قدرتوں کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ پھر حضور نے فرمایا دیکھو اگر یہ لوگ ہمارے لئے ایسے حالات پیدا کردیں اور مجھے آگ آگ میں ڈالا جائے تو خدا یقیناً میرے لئے بھی آگ کو ٹھنڈا کردے گا۔ کرکے دیکھ لیں۔ پھر حضرت خلیفہ اولؓ کو فرمایا کہ یہ سب کاٹ دیں۔ اس کے بعد

اہلِ قلم کیا دیکھ رہے ہو

میں جماعت کے اہلِ قلم اصحاب سے بادب درخواست کرتا ہوں کہ قلمی جہاد کے زمانہ میں اپنے اشہبِ قلم کو جنبش دیجئے۔ تربیتی مضامین لکھئے تاریخی لکھئے، علمی لکھئے۔ رسالہ کو آپ کی علمی معاونت کی ضرورت ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ بعض بزرگ اپنی قیمتی آراء سے مطلع فرماتے رہتے ہیں اور دعاؤں سے ہماری مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔ ان کی دعائیں ہمارے لئے بہت سہارا ہیں اور یہ سچ ہے کہ یہ ناتواں ان کی دعاؤں اور توجہ سے ہی کام کی توفیق پا رہا ہے۔ میرا ہر ذرّہ اپنے خدا اور ان بزرگوں کا شکرگزار ہے۔ نعم ما قال۔ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰه

اہلِ قلم سے اپیل ہے کہ وہ اپنے رسالہ کے لئے مضامین بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

خاکسار ایڈیٹر

خریداران ماہنامہ انصاراللہ کی اطلاع کے لئے ضروری اعلان

جن احباب کا ماہنامہ "انصاراللہ" کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے دفتر ماہنامہ انصاراللہ کی طرف سے بذریعہ کارڈ اطلاع بعنوانی جا چکی ہے۔ احبابِ کرام سے درخواست ہے کہ مطلوبہ چندہ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

خاکسار ملک محمد عبداللہ

مینیجر ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

زنـــدہ نبی

تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اس دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے۔ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے،،

(کشتی نوح صفحہ ۱۳-۱۴)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔